شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ
صدر دار الافتاء دار العلوم حقانیہ

معوذتین، خلاصہ مضمون اور تفسیری توضیحات

ختم القرآن کے موقع پر اجتماع اور دعا کی شرعی حیثیت

ذیل میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کے مفصل تقریر کے بعض مفید اقتباسات پیش خدمت ہیں جو موصوف نے آخر رجب ۱۴۱۰ھ میں ختم تفسیر قرآن کی تقریب جامع مسجد دار العلوم حقانیہ میں آخری دو سورتوں معوذتین کی تشریح و توضیح اور تفسیر کے درس کی صورت میں خطاب فرمایا۔ ترجمہ اور تفسیر کا یہ سالانہ درس بعد العصر مولانا عبد القیوم حقانی پڑھاتے ہیں جس کا آغاز شوال اور اختتام رجب میں ہوتا ہے: (ادارہ)

میرے عزیز طلبہ اور محترم بھائیو! ہمارے دار العلوم کے فاضل و مدرس مولانا عبد القیوم صاحب حقانی نے سارے تعلیمی سال میں ترجمہ اور تفسیر پڑھا کر آج ختم تفسیر کے لئے خصوصی اجتماع کا اہتمام کیا ہے تاکہ احباب اس ختم اور دعا میں شریک ہوں۔ معوذتین کی تفسیر اور تشریح کرنے سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ ختم کے موقع پر احباب کو دعوت دینے اور دعا میں شرکت کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے آیا یہ بدعت ہے یا مستحب ہے؟ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ دعوت اور دعا میں شرکت جائز اور مستحب ہے اس کے متعلق صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آثار مروی ہیں۔

ختم القرآن کے موقع پر اجتماع اور دعا کی شرعی حیثیت

سنن دارمی کی جلد دوم کے آخر (باب فی ختم القرآن میں) ابو قلابہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہو جائے فکانما

شھد الغنائم حسین تقسیم تو گویا کہ وہ غنائم کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔ اور اس کو غنائم سے حصہ ملا۔ اور حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں قرآن پڑھتا تھا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے ختم کے انتظار میں رہتے اور جب ختم کا وقت آتا تو اٹھ کر اس شخص کے پاس چلے جاتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ قرآن ختم کرتے تو تمام اولاد اور اہلبیت کو جمع کر لیتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ اور حُمید اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے بعد دعا کرے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اور حکم سے مروی ہے کہ مجاہد نے مجھے دعوت دی اور فرمایا کہ ہمارا قرآن ختم کرنے کا ارادہ ہے تو اس میں شرکت کے لئے آپ کو دعوت دی ہے۔ ہمیں سلف صالحین سے پہنچا ہے کہ ختم قرآن کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

یہ روایات سنن دارمی میں باسند مروی ہیں۔ اور سنن دارمی وہ کتاب ہے کہ اس کے متعلق حضرت شاہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی جگہ سنن دارمی یا موطا امام مالک رکھنا مناسب ہے۔ تو ان آثار کی بنا پر ختم کے لئے جمع ہونے اور ختم کے وقت دعا کرنے کا اہتمام مشروع ہے۔

فتاویٰ ہندیہ جلد خامس میں محیط سے اس دعا اور اجتماع کی کراہت مروی ہے اور دلیل یہ ذکر کی ہے کہ اس پر تعامل وارد نہیں ہے۔ یہ خیر القرون میں معمول نہ تھا لیکن دیگر فقہا سے روایت کیا ہے کہ اس عدم جواز پر فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ اور ان آثار کی بنا پر یہ آخری قول قوی ہے۔ نیز کسی حکم کے جواز اور استحباب کے لئے صحابی کا قول کافی ہوتا ہے اگرچہ اس پر تعامل وارد نہ ہو۔ اس مسئلہ کو خوب ذہن نشین کر لیں کیونکہ اس دور میں بعض رمضانی تراجم اور بلا تحقیق احادیث پڑھنے سے لوگوں کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ جو چیز ان کو معلوم نہ ہو تو وہ اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ یہ عجیب معیار ہے۔

معوذتین کا ربط و خلاصہ مضمون ان دونوں سورتوں کے متعلق چار مباحث بطور اختصار ذکر کئے جاتے ہیں۔ خلاصہ۔ ربط۔ شان نزول۔ تشریح۔ تو ان سورتوں کا خلاصہ توکل اور انابت الی اللہ ہے۔

اور ان کا ربط اللہ الصمد کے ساتھ ہے اللہ الصمد کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ حوائج میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور ان سورتوں کا مضمون رجوع الی اللہ ہے اور ان کا شان نزول بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر لبید منافق نے سحر کیا تھا جس کی وجہ سے قوت حافظہ اور بعض دیگر قوتوں کو نقصان پہنچا تھا تو اس سحر کے دفع کے لئے یہ سورتیں نازل ہوئیں۔ اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سورتیں مدنی ہیں۔ ابوبکر رازی وغیرہ بعض محققین نے اس سے انکار کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر ہوا تھا اور اس آیت سے تمسک کرتے ہیں

ان تتبعون الا رجلا مسحورا بخاری شریف کے نیز روایات میں
یہ تصریح نہیں کہ یہ سورتیں اس سحر کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اور محققین کے دلائل سے جوابات یہ ہیں :-
اولاً۔ ان تتبعون الا رجلاً مسحورا ۔ مکی سورتوں میں وارد ہے اور سحر مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ ثانیاً مسحور سے مراد مخذوع اور پاگل مراد ہے۔ عرب کا یہ زعم تھا کہ جس پر سحر ہو جائے وہ مخذوع اور پاگل ہو جاتا ہے اور جس طرح کہ پیغمبر پر اخلاط کی وجہ سے بدنی بیماری ہوتی ہے تو اگر سحر کی وجہ سے بدنی بیماری عارض ہو جائے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔

ایک توضیحی تمثیل اور تشریح سے قبل ایک مثال ذکر کی جاتی ہے کہ جس طرح عمدہ تخم بونے کے بعد جب کونپلیں پھوٹتی ہیں تو خطرہ ہوتا ہے کہ اس کو کوئی سبزہ خوار حیوان نہ کھا جائے۔ ورنہ تمام امیدیں خاک میں مل جائیں گی۔ اور جب سبزہ خوار حیوانات سے امن حاصل ہو جاتا ہے تو پانی سے سیرابی کا انتظام ضروری ہوتا ہے ورنہ سوختنی ہو جاتی ہے۔ اور کبھی سیرابی کے باوجود آسمانی آفت سے تمام فصل اور باغ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی مالک کا کوئی دشمن اور حاسد فصل اور باغ کو قبل از وقت کاٹتا ہے۔ اور تمام امیدوں کو خاک میں ملاتا ہے اور بہرحال جب تخم عمدہ نہ ہو۔ اس کا مغز کھایا گیا ہو تو اس سے غلہ یا میوہ حاصل ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

قلوب واندیشہ ہائے خطرات تو اسی طرح آپ کے قلوب کھیت اور زمین جیسے ہیں۔ اور یہ قرآنی مضامین توحید وغیرہ تخم کی طرح ہیں جو آپ کے قلوب میں بوئے گئے۔ اور ان پر بھی یہ خطرات آنے والے ہیں۔
ان پر اولاً یہ خطرہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ۔ والدین اساتذہ طبعی طور سے ان اسلامی اقدار سے متنفر ہوتے ہیں۔ اور ابتدا سے ان کا اہتمام اپنے ماتحت بچوں کے قلوب سے ختم کرتے ہیں۔ ان کو من شر ما خلق میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ثانیاً یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ جس طرح جب کھیت کی سیرابی نہر اور چشموں کے پانی سے جاری ہو تو وہ روبہ ترقی رہتا ہے۔ اور جب یہ سیرابی ختم ہو جائے تو ترقی ختم ہو جاتی ہے اور اسی طرح یہ روحانی کھیت جس روحانی نہر یا چشمہ سے سیراب ہوتا ہو تو اس سے تعلق رکھنا موجب ترقی ہے۔ اور اس سے تعلق قطع کرنا موجب زمان ہے۔ وہ روحانی چشمے تین ہیں :-
اسلامی مدارس۔ تبلیغی مراکز اور اصلاحی خانقاہیں۔ اور ان آخری دو کا منبع اور سرچشمہ یہ اسلامی مدارس ہیں۔ اور اس خطرہ کو غاسق اذا وقب میں اشارہ کیا گیا ہے۔
اور ثالثاً یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ کبھی کبھی مفسدین اور ملحدین کے پروپیگنڈوں کی وجہ سے انسان کا اعتقاد اور تعلق سہو جاتا ہے۔ اور مصلح کی طرف مراجعت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور اس کو النفاثات فی العقد میں اشارہ

(باقی ص ۶۲ پر)